رنگِ خیال

تحقیق و تدقیق جہاں علمی دنیا کے انکشافات کا نام ہے۔ وہیں دنیائے علم و دانش کی آبرو بھی ہے۔ کسی سبجیکٹ یا سائنس کی ضرورت، اہمیت اور دیگر ٹیکنکس پر اس کی فضیلت و عظمت کا اندازہ اس سبجیکٹ کی تحقیقات سے ہی ہوتا ہے۔ جس مضمون میں تحقیقات زیادہ ہوں گی۔ وہ اتنا ہی ترقی یافتہ ہوگا۔ اسلام کے سبجیکٹ میں بھی یہی اصول کام کرتا ہے۔ کیونکہ اسلام نے اپنے ماننے والوں پر ''تحقیق عمل'' واجب کردیا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاۗءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا۔ (الحجرات/۶)

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق اہم خبر لائے تو اس کی خوب تحقیق کرو۔

یہاں جس امر کی تحقیق مطلوب ہے وہ راوی نہیں، روایت ہے۔ اس لئے کہ راوی تو پہلے ہی مشخص ہو چکا کہ وہ فاسق ہے ہاں اگر راوی غیر مشخص ہوتا تو روایت کے ساتھ وہ بھی تحقیق کا موضوع ہوتا۔ علم حدیث کی جستجو اور تتبع میں اسی اصول نے کام کیا اور کھوٹا کھرا الگ کردیا۔ تحقیق کا موضوع اگر روایات ہوں تو اس میں درایت کا اصول کام کرتا ہے۔ درایت وہ عقلی آلہ ہے، جس سے احوال واقعی تک پہنچا جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ آلہ خود کو ''مطلق محض'' نہ سمجھے بلکہ تابع وحی ہو کر اپنی سرگرمی دکھائے۔ ایسے ہی آلہ کو عقل سلیم کہتے ہیں اور یہی وہ آلہ ہے جو شریعت کو مطلوب ہے۔ وحی خداوندی، دراصل عقل انسانی کو ایڈریس کرتی ہے۔ جو اس کے تابع ہو جائے وہ سلیم اور جو غیر تابع رہے وہ سقیم کہلاتی ہے۔

اسلامی علوم میں تحقیق کرنے والے دراصل عقل سلیم کے حامل ہوتے ہیں۔ پھر جس کی جتنی عقل ہے اتنی ہی اس کی استعداد۔ کیونکہ تحقیق کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ یہ عمل ایک الگ ذوق کا متقاضی ہے۔ بعض لوگ تحقیقی صلاحیتوں سے مالا مال تو ہوتے ہیں مگر حامل ذوق نہ ہونے کے سبب کوئی تحقیق نہیں کرتے۔

روایت پسندی اور درایت پسندی کی اصطلاحیں اسی فرق کی آئینہ دار ہیں۔ بزرگوں سے جو کچھ ملے اسے بلا کم و کاست آگے منتقل کرنا روایت پسندی کی مثال ہے اور بزرگوں سے منتقل شدہ سرمایے پر نظر ثانی کرنا اور دوران نظر ثانی کسی اہم دریافت یا انکشاف کی نشاندہی کرنا درایت پسندی کی مثال ہے۔ اور یہ دونوں طریقے امت میں شروع سے رائج ہیں۔ اسلاف نے اپنے اخلاف کو روایت بھی دی اور درایت بھی۔ مگر کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ یہ دونوں ''اصول'' کسی نئی اصطلاح کے ساتھ ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑے کردیے گئے ہیں اور ان ہر دو طریق کے حاملین نے ایک دوسرے پر سب و شتم بھی کیا ہے۔ یہ وہ المیہ بلکہ

تاریخی المیہ ہے کہ جس نے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔

اسلامی علوم کی ترقی، تحقیق و تدقیق کی مرہون منت ہے۔ ہر دور کے علوم حالیہ کو پروان چڑھانے اور علوم مستقبلیہ کو روشناس کرانے کا سہرا محققین کے سر جاتا ہے۔ وہ معاشرہ خوش نصیب ہوتا ہے جہاں محققین پیدا ہوتے ہیں اور وہ قوم حرماں نصیب ہوتی ہے۔ جہاں محققین کی ناقدری بلکہ ان کی تضحیک و تکفیر کو ''سماجی قدر'' بنادیا جاتا ہے (الا ماشاء اللہ) افسوس کہ میں خود ایسے ہی سماج کا باسی ہوں اور درایت پسندی کے سبب نشانۂ ملامت اور ہدف تنقید بنا رہتا ہوں اور بار تہمت اٹھاتا ہوں۔ اس سے آپ میرے سماج کا بانجھ پن اور میرے عقلی کرب کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ رئیس امروہوی نے کیا خوب کہا ہے۔

شاید اسے عشق بھی نہ سمجھے
جس کرب میں عقل مبتلا ہے

مگر اس سب کے باوجود میں مایوس نہیں ہوں۔ میری رجائیت مجھے یاسیت سے روکتی ہے۔ بطور پروفیسر و محقق میں نئی نسل کو بتاتا رہتا ہوں کہ مسلمانوں میں تحقیق و انفراد اور خصوص و امتیاز کے پہلو سے کیا کیا کام ہوا ہے۔ اور وہی کام اُن کی شناخت بنتا ہے۔ معلوم رہے کہ روایت پسند اور درایت پسند دونوں ہی ملت اسلامیہ کا اٹوٹ انگ ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ دونوں طبقے ہمارے معاشرے کی یکساں ضرورت ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار دراصل دوسرے کا انکار ہے اس لئے دونوں طبقوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کو دل سے تسلیم کریں اور امت مسلمہ کے مفاد کو ہمیشہ مقدم رکھیں اسی میں ہم سب کی بقا ہے۔

قارئین التفسیر کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ ان کا وہ مجلہ جو جنوری ۲۰۰۵ء سے ''بے سروسامانی'' کے عالم میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا۔ اب وہ ''باسروسامان'' ہوگیا ہے یعنی ہائیر ایجوکیشن کمیشن (اسلام آباد) سے منظور ہوگیا ہے اس کامیابی پر میں اپنی ادارتی و مشاورتی و مساعدتی ٹیم اور قارئین التفسیر کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان سب کے حق میں خدا سے دعائے خیر کرتا ہوں۔ یقیناً وہی بہتر بدلہ اور صلہ دینے والا ہے۔

محترم قارئین نوٹ فرمالیں کہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن کی ہدایت کے مطابق التفسیر بجائے سہ ماہی کے اب ششماہی ہوا کرے گا۔ اور یہ بھی نوٹ فرمالیں کہ اس کا اگلا شمارہ ''تفردات (جنوری تا جون) نمبر'' ہوگا۔ اس نمبر میں متعدد علمی و فکری شخصیات کے خصوص و امتیازات، تحقیقات و تفردات پر مقالات و مضامین پیش کئے جائیں گے۔ ہنوز جن شخصیات پر مضامیں موصول ہوئے ہیں ان میں ڈاکٹر اسرار احمد کی امتیازی آراء، مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی، جاوید احمد غامدی کے تفردات، علامہ حبیب الرحمان کاندھلوی کے تحققات، مفتی رشید احمد صاحب کے بعض فتاویٰ کا تحقیقی جائزہ، مولانا وحید الدین خان۔ منفرد افکار و خیالات تفردات مولانا احمد رضا، شاہ ولی اللہ دہلوی کے تفردات۔ امتیازات اور اجتہادات، حجۃ الاسلام سید علی شرف الدین موسوی، تفردات سید ابوالاعلیٰ مودودی، مفتی تقی عثمانی کے تفردات اور تفردات مفتی نور اللہ بصیر پوری شامل ہیں۔

اس کے علاوہ بھی متعدد شخصیات پر لکھا جا رہا ہے۔ ملکی و غیر ملکی اصحاب فکر و دانش کو دعوت دی جاتی ہے اگر وہ بھی اپنی کسی پسندیدہ علمی و فکری شخصیت کے "تفردات" پر کوئی تحقیق پیش کرنا چاہیں تو التفسیر کے صفحات ان کے لئے بھی حاضر ہیں۔

صدائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

(مدیر اعلیٰ)

التفسیر: مجلس تفسیر، کراچی جلد:۶، شمارہ:۲۰، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۲ء

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ بحیثیت مفسر قرآن

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج
ڈین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

ABSTRACT:

Pir Muhammad Karam Shah Al Azhari (d.1998) has written a Quranic tafsir, which comprises in five volumes. In this article I have presented a concise review. In the beginning this tafsir manifests some principles of tafsir. I have divided these principles in nine points so that it will be easy to comprehend. I review tafsir Zia-ul-Quran through four different aspects. One is its analytical aspect, in which it is mention that the author did not acknowledge those ahadith that were not in accordance by virtue of Diraya (intellect) and Quran. Moreover, he hesitated in accepting some verdicts of Imam Abu Hanifa and other prominent scholars. Another aspect is that the author valued all worthy scholars' arguments without sectarian differences. Incidentally I also mentioned that in the Tafsir Zia-ul-Quran he has benefited with references through the scholars like Maulana Mahmud Hasan (prisoner of Malta) Maulana Ashraf Ali Thanvi, Maulana Shabbir Ahmad Usmani, Maulana Anwar Shah Kashmiri, Maulana Abual Kalam Azad, Maulana Sayyed